مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کا ماہوار رسالہ
جولائی 2025

النداء

کھیلوں پر جوا لگانا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ
رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً مدہوش کرنے والی چیز اور جوّا اور بت (پرستی) اور تیروں سے قسمت آزمائی یہ سب ناپاک شیطانی عمل ہیں۔ پس ان سے پوری طرح بچو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

(المائدہ:51)

جؤا کھیلنا اس لئے منع ہے کیونکہ اس سے انسان کی حلال کمائی اور اُس کا مال لاپرواہی سے ضائع ہوتا ہے۔

حضرت خلیفتہ المیسح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فہرست مضامین

فہرست مضامین	صفحہ نمبر
قال اللہ	1
قال الرسول	2
کلام الامام امام الکلام	3
فرمان خلیفۂ وقت	4
کھیلوں کا جوا: اسلامی تعلیم کی روشنی میں ایک ممنوعہ عمل	5
آخری زمانے کے اندرونی و بیرونی فتنے	9
نقصان اور نفع کا قائدہ	12
دولت کمانے کے محرکات	14
زندہ وہی ہے۔ نظم	16
صحیح مسلم (تعارف)	18
کیا کھیلوں پر شرط لگانا جائز ہے؟ ایک تنقیدی جائزہ	22
ایک رفیق ایک تعارف، حضرت بھائی عبد الرحمٰن قادیانیؓ	24

اگر آپ خدام الاحمدیہ کینیڈا کے ماہانہ رسالہ النداء میں کوئی مضمون یا اپنی کوئی نظم بھجوانا چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل ای میل پر ہم سے رابطہ کریں۔

ISHAAT@KHUDDAM.CA

مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا

صدر مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا
شاہ رخ رضوان عابد صاحب مربی سلسلہ

مہتمم اشاعت
عدنان منگلا

مدیر اعلیٰ
عبد النور عابد صاحب مربی سلسلہ

مدیر حصہ اردو
حصور احمد ایقان

ٹیم
عطاء الکریم گوہر
ثمر فراز خواجہ
اسد علی ملک
فراست احمد بشارت

چیئرمین ۔ ریویو بورڈ
احمد ساہی

ٹیم ممبران ۔ ریویو بورڈ
فرحان اقبال صاحب مربی سلسلہ
نبیل مرزا صاحب مربی سلسلہ
فرخ طاہر صاحب مربی سلسلہ

ڈیزائنر
حنان احمد قریشی

قال الله

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ
وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ
مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً مدہوش کرنے والی چیز اور جوًا اور بت (پرستی) اور تیروں سے قسمت آزمائی یہ سب ناپاک شیطانی عمل ہیں۔ پس ان سے پوری طرح بچو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

سورۃ المائدۃ، آیت 91

قال الرسول ﷺ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ـ رضى الله عنه ـ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ "... وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ. فَلْيَتَصَدَّقْ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: "... جس نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ میں تمہارے ساتھ جوا کھیلوں، تو وہ صدقہ دے" [کفارہ کے طور پر]۔

(صحیح البخاری، کتاب الأیمان والنذور، بَاب لَا يُحْلَفُ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى وَلَا بِالطَّوَاغِيتِ)

کلام الامام
امام الکلام

”جو شخص در حقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بد عملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بد نظری سے اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرّف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۱۸-۱۹)

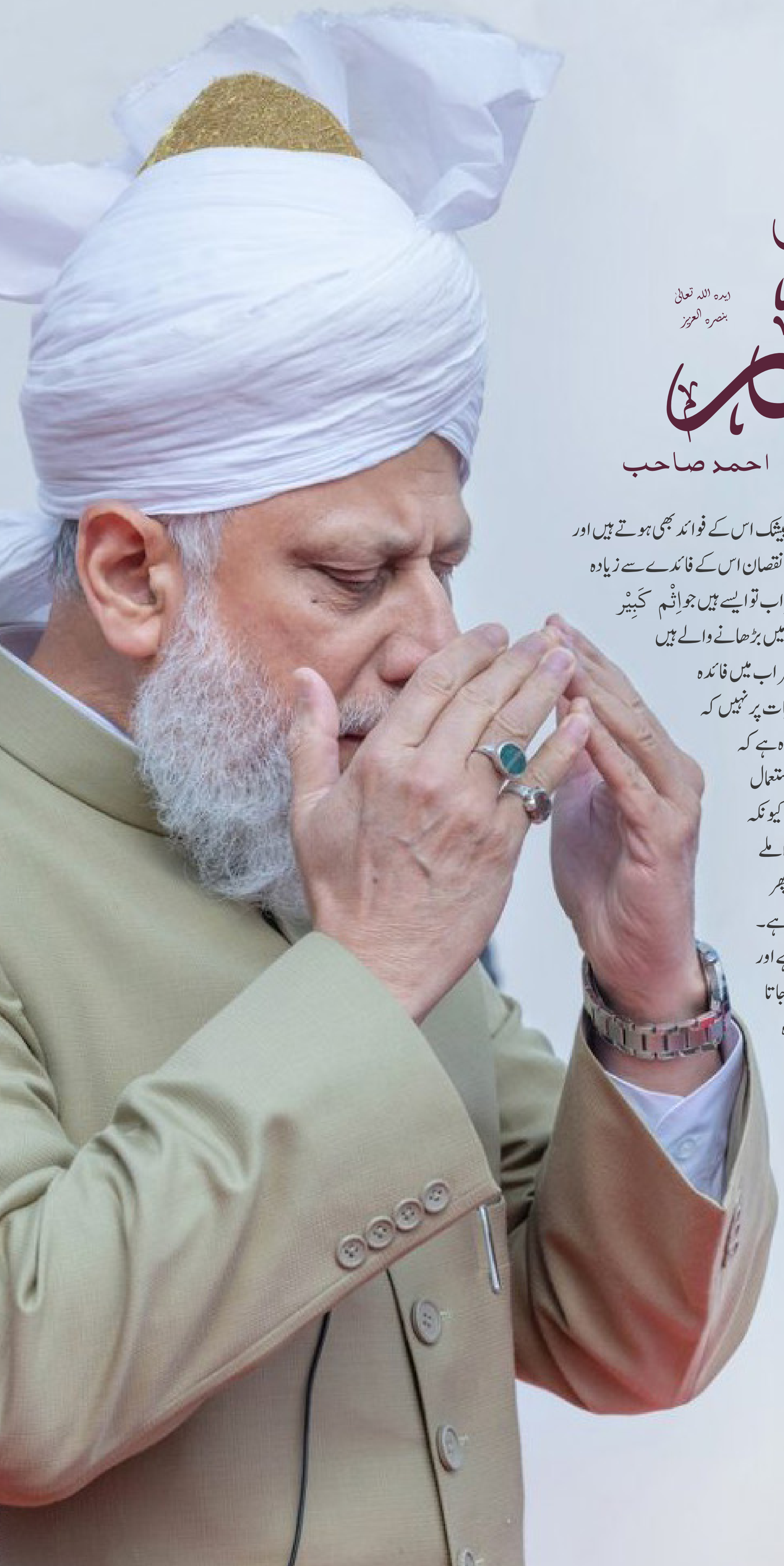

فرمان

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

پس واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز جو بنائی ہے بیشک اس کے فوائد بھی ہوتے ہیں اور نقصان بھی۔ اس لئے یہ اصولی بات یاد رکھو کہ جس چیز کے نقصان اس کے فائدے سے زیادہ ہوں اس کے استعمال سے بچو اور یہ دونوں چیزیں جوا اور شراب تو ایسے ہیں جو اِثْمٌ کَبِیْر ہیں۔ ان میں بڑے بڑے گناہ ہیں۔ باوجود فائدہ کے یہ گناہ میں بڑھانے والے ہیں

... پس باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جوئے اور شراب میں فائدہ بھی ہے، یہ کھول کر بیان کر دیا کہ تم غور کرو لیکن غور اس بات پر نہیں کہ مَیں تھوڑا فائدہ اٹھاؤں یا زیادہ۔ یہ دیکھوں کہ اس میں فائدہ ہے کہ نہیں ہے۔ غور اس بات پر کرنا ہے کہ اگر مَیں نے اس کو استعمال کیا یا یہ کام کیا تو گناہگار بنوں گا اور سزا کا سزاوار ٹھہروں گا۔ کیونکہ اِثْمُهُمَا اَكْبَرُ کہہ کر بتا دیا کہ تمہیں اس کے جرم کی سزا ملے گی۔ اور یہ ایسا گناہ ہے جس میں ایک دفعہ انسان پڑتا ہے تو پھر پڑتا چلا جاتا ہے۔ جان بوجھ کر اس گڑھے میں گرتا چلا جاتا ہے۔ دونوں کاموں کے کرنے کا ایک نشہ، ایک چاٹ لگ جاتی ہے اور یوں بغاوت کا رویہ اختیار کرتے ہوئے سزا کا بھی مستحق بن جاتا ہے۔ تو دونوں چیزیں ہی ایسی ہیں جس میں انسان اپنے پاکیزہ مال کو بھی ضائع کر رہا ہوتا ہے اور نہ صرف یہ کہ پاکیزہ مال ضائع کر رہا ہوتا ہے بلکہ حرام مال جو ہے اس کو اپنے طیب مال میں شامل کر کے تمام مال کو ہی حرام بنا لیتا ہے۔ جوا کھیلنے والا مال ضائع کر دیتا ہے۔ شراب پینے والا جو ہے وہ شراب میں مال ضائع کر دیتا ہے۔ اپنی صحت برباد کر لیتا ہے۔ قرآن کریم میں دوسری جگہ واضح طور پر مناہی کر کے بتایا کہ شراب، جوئے اور قرعہ اندازی کے تیر جو ہیں یہ سب شیطانی کام ہیں جو نیکیوں سے روکتے ہیں، اعلیٰ اخلاق سے روکتے ہیں۔ عبادات سے روکتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ ۵؍ فروری ۲۰۱۰ء)

کھیلوں کا جوا: اسلامی تعلیم کی روشنی میں ایک ممنوعہ عمل

تحریر از اسد اللہ حفیظ گھمن (مجلس مقامی)

کھیلوں کا جوا یا شرط لگا کر کھیلنا دنیا بھر میں ایک مقبول سرگرمی ہے۔ عام طور پر لوگ اسے تفریح یا عمومی اصطلاح میں شغل میلے کے لیے کرتے ہیں لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ گزشتہ چند دہائیوں میں یہ ایک باقاعدہ پیشہ بن گیا ہے اور بہت بڑے بڑے نیٹ ورکس قائم ہو چکے ہیں جو خفیہ اور اعلانیہ طور پر کھیلوں کے مقابلوں پر جوئے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس کا سب سے خطرناک پہلو یہ ہے کہ بظاہر معمولی اور بے ضرر نظر آنے والی یہ سرگرمی درپردہ انسان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی طرف لے جاتی ہے اور اس میں حصہ لینے والی اکثریت اپنی سادہ لوحی یا عدم توجہی کی وجہ سے اس کی سنگینی کو سمجھ ہی نہیں پاتی۔ آج ہم اس مضمون میں کھیلوں کے جوئے یا اسپورٹس بیٹنگ پر اسلام کی روشنی میں نظر ڈالیں گے نیز اس کے معاشرتی اور اخلاقی پہلوؤں کا بھی جائزہ لیں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ المائدۃ میں فرماتا ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۲﴾

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً مدہوش کرنے والی چیز اور جوا اور بت (پرستی) اور تیروں سے قسمت آزمائی یہ سب ناپاک شیطانی عمل ہیں۔ پس ان سے پوری طرح بچو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کر دے اور تمہیں ذکرِ الٰہی اور نماز سے باز رکھے۔ تو کیا تم باز آجانے والے ہو؟

پھر اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ کی آیت ۲۲۰ میں فرماتا ہے:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ

ترجمہ: وہ تجھ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ تُو کہہ دے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ (بھی) ہے اور لوگوں کے لئے فوائد بھی۔ اور دونوں کا گناہ (کا پہلو) ان کے فائدے سے بڑھ کر ہے۔

یہاں کوئی یہ گمان کر سکتا ہے کہ مذکورہ بالا آیات جوئے یا قمار بازی کے متعلق ہیں جب کہ شرط لگا کر کھیلنا تو محض کھیل میں جوش و جذبہ اور مقابلہ پیدا کرنے کے لیے ہے لہٰذا اسے جوئے میں شمار نہیں کرنا چاہیے۔ اس حوالے سے جو بنیادی بات سمجھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ جوا یا قمار بازی یا Gambling ہے کیا؟ اگر ہم Gambling کو ڈیفائن کریں تو اس کی تین بنیادی شرائط ہیں جو ذیل میں بیان کی گئی ہیں:

۱. **شرط لگانا یا Betting**
۲. **سرمائے کے ضائع ہونے یا ڈوب جانے کا خطرہ جس میں قسمت کا واضح عمل دخل ہو**
۳. **کامیاب ہونے کی صورت میں انعام یا فائدہ جو کسی دوسرے کے نقصان پر منحصر یا منتج ہو۔**

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں اس خاص نکتے پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: **"قمار بازی میں اتلافِ حقوق ہوتا ہے۔"** (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، صفحہ ۷۲)

اب اگر ہم غور کریں تو اسپورٹس بیٹنگ یا شرط لگا کر کھیلنے میں یہ تینوں بنیادی عناصر موجود ہوتے ہیں۔ لہٰذا اسپورٹس بیٹنگ کو چاہے کوئی بھی نام دے لیا جائے، یہ بہر حال جوئے کی ہی ایک قسم ہے اور مذکورہ بالا قرآنی احکام کی روشنی میں ایک ناپاک شیطانی عمل ہے۔

اسپورٹس بیٹنگ عموماً دوستوں میں کھیل کھیل میں شغل کے طور پر ہی شروع ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر دوست کھیل سے پہلے ہنسی مذاق میں شرط لگا لیتے ہیں کہ جو ہارے گا وہ سب کو کھانا کھلائے گا یا فلاں چیز کا خرچہ برداشت کرے گا وغیرہ۔ اگر ہم غور کریں تو بظاہر یہ بے ضرر مذاق قمار بازی یا جوئے کی تینوں شرائط پر پورا اترتا ہے۔ ہم یہاں ہرگز اپنے ایسے بھائیوں کو پیشہ ور جواری نہیں کہتے۔ ایسے دوستوں کی بھاری اکثریت مخلص اور شریف النفس لوگوں کی ہوتی ہے جو یہ سرگرمی محض شغل اور تفریح کے لیے ہی کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں حسنِ ظن رکھنے کی تمام وجوہ موجود ہوتی ہیں۔ وہ کھیل کھیل میں بے دھیانی میں اس فعل کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں اور انہیں احساس بھی نہیں ہو رہا ہوتا کہ وہ قرآن کے ایک صریح حکم کی نافرمانی کر کے گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

ہمارے سیّد و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جو شخص اپنے بھائی سے کہے کہ آؤ ہم جوا کھیلیں تو اسے چاہیے کہ وہ صدقہ دے (کفارہ کے طور پر)۔" (صحیح البخاری، کتاب الأیمان والنذور)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جوا کھیلنے کی دعوت دینا بھی گناہ ہے، اور اس کا کفارہ صدقہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں:

"درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور **وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔**"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد ۲۰، صفحہ ۳۰۷)

قمار بازی اور دیگر برائیوں کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کشتی نوح میں فرماتے ہیں:

"جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ **جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے**

قمار بازی سے بد نظری سے اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۱۸-۱۹)

یہاں یہ بات انتہائی اہم اور غور طلب ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قمار بازی کو ان موٹے اور قابل نفرت گناہوں کے ساتھ شامل کیا ہے جن سے ہر ذی شعور انسان خواہ اس کا کسی بھی مذہب، عقیدے یا تہذیب سے تعلق ہو، خوب واقف ہے۔ جیسا کہ آپ علیہ السلام کشتی نوح میں فرماتے ہیں:

"ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغ گو، جعل ساز اور ان کا ہم نشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۱۹)

کیا ہم میں سے کوئی بھی شخص محض شغل میلے اور تفریح کی خاطر ان تمام لوگوں کا ساتھی شمار ہونا چاہے گا؟ یقیناً نہیں!

ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وہ جو اپنی نفسانی خواہشات کے پورا کرنے میں لگا رہتا ہے وہ سراسر اپنی بیخ کنی کرتا ہے اور نہ صرف جسم کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ بلکہ روح کو بھی ہلاک کرتا ہے۔ مگر وہ جو راہ راست پر چلتا ہے اور نفسانی جذبات کا پیرو نہیں ہوتا۔ وہ نہ صرف اپنے بدن کو ہلاکت سے بچاتا ہے بلکہ اپنی روح کو بھی نجات تک پہنچا دیتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۰، صفحہ ۴۲۵)

خلفاء احمدیت کے اقتباسات

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ

سورہ بقرہ کی آیت ۲۲۰ کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"دوسری چیز جس سے اس آیت میں روکا گیا ہے وہ جوا ہے۔ جوا بھی اہل عرب کی گھٹی میں رچا ہوا تھا۔ چنانچہ انہوں نے جب کوئی بڑی دعوت کرنی ہوتی تو اس کے اخراجات کے لئے یہ انتظام کرتے کہ تمام امراء مل کر جوا کھیلتے اور جو ہار جاتا اس پر اس خرچ کی ذمہ واری ڈال دی جاتی۔ اسی طرح جنگوں کے موقعہ پر وہ قرعہ اندازی سے کام لیتے اور جس امیر آدمی کا نام نکلتا اس کا فرض قرار دیا جاتا کہ وہ لڑنے والوں کے کھانے پینے کا انتظام کرے اور ان کو شراب مہیا کرے۔ گویا یہ جنگی اخراجات پورا کرنے کا ایک ذریعہ تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی مسلمانوں کو منع فرما دیا کیونکہ جس طرح شراب جسم اور اخلاق اور روحانیت کو تباہ کرنے والی چیز ہے اسی طرح جوا بھی اخلاق اور تمدن کو تباہ کرنے والی چیز ہے۔ جوئے کا عادی انسان اگر جیتتا ہے تو اور ہزاروں گھروں کی بربادی کا موجب ہو کر پھر جوئے باز میں زمین اور روپیہ لٹانے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ شاید ہی کوئی جوئے باز ایسا ہو گا جو روپیہ کو سنبھال کر رکھتا ہو۔ بالعموم جوئے باز بے پرواہی سے اپنے مال کو لٹاتے ہیں اور ایک طرف تو اور لوگوں کو برباد کرتے ہیں اور دوسری طرف اپنے مال سے فائدہ نہیں اٹھاتے کیونکہ روپیہ کمانے میں انہیں کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی۔ پھر جوا عقل اور فکر کو بھی کمزور کر دیتا ہے۔ اور جوئے باز عادتاً ایسی چیزوں کے تباہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے جنہیں کوئی دوسرا عقلمند تباہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔"

(تفسیر کبیر جلد ۳، صفحہ ۳۲۳-۳۲۴)

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ

لاٹری کے متعلق ایک سوال و جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح رابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"لاٹری واضح طور پر کھلی کھلی جوئے کی قسم ہے اور جوئے کو قرآن کریم نے حرام قرار دیا ہے۔ ... کہ یہ جھوٹ ہے اور محض شیطان کے ہاتھوں میں انسان کو گمراہ کرنے کا ایک ذریعہ ہے، اور نقصان پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ اور لاٹری میں جتنی بڑی لاٹری ہو گی اتنے زیادہ لوگ شریک ہوں گے، اتنی زیادہ امیدیں آسمان سے زمین پر گرائی جائیں گی۔ تو صدمے اور ٹھوکر کے مقامات اتنے زیادہ ہیں۔ اور ایک آدھ آدمی کو اتنی دولت مل جائے گی جو اس سے ویسے سنبھالی نہیں جانی۔ وہ پاگل ہو جائے گا اور اس پر خرچ بھی بڑے بیہودہ بیہودہ کریں گے۔ تو جہاں پہلے ہی سوسائٹی میں امیر تھوڑے اور غریب بہت زیادہ ہیں وہاں زیادہ غریبوں کو اور غریب کرنے کا کیا فلسفہ ہے، کیا تُک ہے اس میں۔ اس لیے بحیثیت نظام اتنا واضح طور پر بودا نظام ہے یہ کہ اس کے خلاف ایک احمدی کی پاک سرشت کو از خود ردِ عمل دکھانا چاہیے تھا.... بالکل لغو بات ہے۔"

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ اردو سوال و جواب کی نشست، ۱۸ نومبر ۱۹۹۴ء، (https://www.youtube.com/watch?v=ZJe1a5JIfPc

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"جو خدا تعالیٰ کا نافرمان اور اس کے حکموں کے خلاف چلنے والا ہو وہ اپنے پیچھے چلنے والوں کو بھی وہی کچھ سکھائے گا جو خود کرتا ہے اور پھر اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ شیطان خود تو جہنم کا ایندھن ہے ہی، اپنے پیچھے چلنے والوں کو بھی جہنم کا ایندھن بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو واضح طور پر فرمایا ہے کہ تیرے پیچھے چلنے والوں کو جہنم سے بھروں گا، ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔ یہ سب کچھ کھول کر بیان کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انسانوں کو اس کے بعد بھی سمجھ نہیں آتی کہ شیطان تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔ پس اس دشمن سے بچو۔"

(خطبہ جمعہ ۲۰ مئی ۲۰۱۶ء)

اب جب کہ ہم یہ بات واضح کر چکے ہیں کہ اسپورٹس بیٹنگ بھی دراصل جوا ہی ہے تو یہاں یہ بات بھی واضح ہو کہ اسلام کے علاوہ دنیا کے تمام قابل ذکر مذاہب جوئے کو ناپسندیدہ یا حرام قرار دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر بدھ مت اور ہندو مت اسے سراسر تباہی قرار دیتے ہیں۔ یہودیت اسے حرام تصور کرتی ہے۔ اسی طرح کنفیوشزم اور تاؤزم بھی اسے ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں۔ صرف عیسائیت وہ واحد مذہب ہے جو اسے controlled انداز میں جائز سمجھتا ہے۔ یہاں عیسائیت کی اپنی validity اور درست ہونا ایک الگ بحث ہے جو زیر نظر مضمون سے براہ راست تعلق نہیں رکھتا لہٰذا اس بحث کو ہم علیحدہ رکھتے ہیں۔ لیکن باقی تمام قابل ذکر مذاہب کا جوئے کے حوالے سے سخت موقف اس کے شدید انفرادی اور معاشرتی نقصانات پر دلالت کرتا ہے۔

ذیل میں ہم اس کے کچھ نقصانات پر نظر کرتے ہیں:

۱۔ لڑائی جھگڑے اور امن و امان کے مسائل:

کثرت سے ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں جن میں شرط لگا کر کھیلنے کے نتیجے میں ہارنے اور جیتنے والوں کے درمیان لڑائی جھگڑے ہو جاتے ہیں۔ اوپر بیان کی گئی سورۃ المائدہ کی آیت ۹۲ میں اللہ تعالیٰ اسی پہلو کی طرف خصوصیت سے اشارہ فرماتا ہے کہ شیطان تو چاہتا ہی یہی ہے کہ جوئے کے ذریعے آپس میں دشمنیاں اور بغض پیدا ہوں۔ اسپورٹس بیٹنگ کے تناظر میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ بہت اچھے اور مخلص دوست بھی اس بُری عادت میں پڑ کر ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے ہیں اور بعض اوقات انتہائی تکلیف دہ واقعات بھی رونما ہو جاتے ہیں۔

۲۔ نشے کی عادت:

ایک اور پہلو جس پر اتنا غور نہیں کیا جاتا وہ یہ ہے کہ کھیلوں کا جوا ایک طرح سے نشہ بن جاتا ہے اور جو لوگ اس کے عادی ہوتے ہیں وہ پھر شرط لگائے بغیر کھیلتے ہی نہیں۔ اس طرح یہ اوپر بیان کی گئی آیت کی روشنی میں نشے کی لت کا بھی شکار تصور ہوتے ہیں۔ گویا دوہرے گناہ کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔

۳۔ ذہنی صحت کے مسائل:

پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایسے لوگ بلاشبہ ذہنی صحت کے مسائل کا بھی شکار ہو جاتے ہیں۔ نہ صرف شرط ہار کر نقصان کی وجہ سے بلکہ وہ جو اکثر شرط جیت جاتے ہیں، وہ بھی مسلسل ذہنی تناؤ کا شکار رہتے ہیں اور اس لت میں ڈوبتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ خود کو کنٹرول کرنا ان کے لیے ناممکن ہو جاتا ہے۔ ایک تحقیق نے تو آن لائن اسپورٹس بیٹنگ اور خودکشی کے درمیان براہ راست تعلق بھی پایا۔

("Gambling and suicidality: a review of recent studies", Psicologia della Salute (2020), Vol. 3, pp. 35–63)

۴۔ غیر قانونی سرگرمیوں کا خطرہ:

ہر ذی شعور انسان یہ بات بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اوپر بیان کیے گئے تینوں نقصانات کا نتیجہ اکثر جرائم اور غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہونے کی صورت میں نکلتا ہے۔

کینیڈا کے صوبے اونٹاریو نے ۲۰۲۱ میں اسپورٹس بیٹنگ کو قانونی قرار دیا تھا، اس امید پر کہ اس سے غیر قانونی جوئے کو کنٹرول کرنے اور ذمہ دارانہ انداز میں فروغ دینے میں مدد ملے گی۔ اب ایک غیر سرکاری تھنک ٹینک CARDUS کی ۵ ستمبر ۲۰۲۴ کی رپورٹ کے مطابق: اونٹاریو میں سنگل ایونٹ اسپورٹس بیٹنگ کی قانونی حیثیت ایک عوامی صحت کا مسئلہ بن گئی ہے جس کے لیے حکومتی اقدام کی ضرورت ہے۔ رپورٹ بتاتی ہے کہ اونٹاریو میں اسپورٹس بیٹنگ اکاؤنٹ کے فی کس ماہانہ خرچ تیزی سے بڑھ رہا ہے اور یہ پہلے ہی ۲۸۳$ تک پہنچ چکا ہے—جو کہ اوسط ماہانہ گھریلو آمدنی کا ۳ فیصد سے زیادہ ہے۔ **ماہرین کے مطابق، آمدنی کا ۱ فیصد سے زیادہ جوا کھیلنے سے مالیات، رشتوں، اور نفسیاتی وجسمانی صحت کو نقصان پہنچنے کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔**

(Sports betting has become a public health problem. Cardus. 2024, September 5)

۵۔ خاندانی اور معاشرتی تعلقات میں خرابی:

اسپورٹس بیٹنگ کی وجہ سے خاندانی اور معاشرتی تعلقات شدید متاثر ہو سکتے ہیں۔ جب کوئی شخص اپنا سارا وقت اور پیسہ بیٹنگ پر صَرف کرتا ہے، تو وہ اپنے خاندان اور دوستوں سے دور ہو جاتا ہے۔ مالی نقصانات کی وجہ سے گھر میں تنازعات بڑھ سکتے ہیں، جو رشتوں میں دوری یا حتیٰ کہ علیحدگی کا باعث بن سکتے ہیں۔ معاشرے میں بھی بیٹنگ کی عادت کو منفی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، جس سے فرد کی ساکھ کو نقصان پہنچتا ہے۔ نیز کھیلوں کا جو سب سے قیمتی حاصِل یعنی اسپورٹس مین اسپرٹ ہے وہ نہ صرف کھو جاتا ہے بلکہ اس کی جگہ لالچ، حسد، کینہ، دشمنی اور بے اعتمادی جڑ پکڑ لیتے ہیں۔

اگرچہ اسپورٹس بیٹنگ کچھ لوگوں کے لیے تفریح کا ذریعہ ہو سکتی ہے، لیکن اس کے نقصانات اس کے فوائد سے کہیں زیادہ ہیں۔ مالی نقصان، نشے کی عادت، دماغی صحت پر منفی اثرات، سماجی مسائل، اور قانونی خطرات اس سرگرمی کو انتہائی خطرناک بناتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”وہی خدا کے فضل کا امیدوار ہو سکتا ہے جو سلسلہ دعا، توبہ اور استغفار کا نہ توڑے اور عمداً گناہ نہ کرے۔ گناہ ایک زہر ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے اور خدا کے غضب کو بھڑکاتی ہے۔... ہر ایک کام کرنے سے پہلے سوچ لو اور دیکھ لو کہ اس سے خدا تعالیٰ راضی ہو گا یا ناراض۔“

(ملفوظات جلد ۳، صفحہ ۴۶ اور ۴۸)

اسلام اور جماعت احمدیہ کی تعلیمات کی روشنی میں قمار بازی اور شرط لگا کر کھیل کھیلنا ناجائز اور حرام ہے۔ یہ نہ صرف فرد کے ایمان اور اخلاق کو کمزور کرتا ہے بلکہ معاشرے کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ ایک سچا مومن اپنی زندگی کو اللہ کی رضا کے مطابق گزارتا ہے اور ہر اس عمل سے پرہیز کرتا ہے جو اسے گناہ کی طرف لے جائے۔ لہٰذا، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے وقت اور وسائل کو مثبت اور تعمیری کاموں میں استعمال کریں اور اللہ کی نافرمانی سے بچیں۔

آخر میں ہم خدا کے مبعوث کردہ پیارے مسیح، حکم وعدل، حجۃ اللہ اور اس زمانے کے حِصْنٌ حَصِیْنٌ، حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے اس قول پر اپنے اس مضمون کا اختتام کرتے ہیں:

”پس جو شخص مجھ سے سچی بیعت کرتا ہے اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے وہی ہے جو اِن آفتوں کے دنوں میں میری رُوح اُس کی شفاعت کرے گی... تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔... تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اس کی طرف آجاؤ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۱۴-۱۵)

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام گناہوں اور لغزشوں سے بچتے ہوئے ایک پاک صاف زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ویسا بنا دے جیسا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ ہم ان کی تمام دعاؤں کے وارث بن سکیں۔ آمین یا رب العالمین

”جوا کھیلنا اس لئے منع ہے کیونکہ اس سے انسان کی حلال کمائی اور اُس کا مال لاپرواہی سے ضائع ہوتا ہے۔ کسی کی کمائی سے جوا کھیلنا خواہ وہ casinos میں ہو یا کسی اور ذریعہ سے ہو مثلاً جوا کھیلنے والی مشینوں پر، یا سروس سٹیشنز میں، دکانوں میں یا شرطیں لگا کر کارڈز کھیلنا ایک ایسا کام ہے جو حلال اور جائز کمائی کو ناجائز اور ناپاک بنا دیتی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا یہ نیکی کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ سورۃ المائدۃ آیت ۹۱ میں فرماتا ہے کہ: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً مدہوش کرنے والی چیز اور جوا اور بُت (پرستی) اور تیروں سے قسمت آزمائی یہ سب ناپاک شیطانی عمل ہیں۔ پس ان سے پوری طرح بچو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ پس ہر احمدی مرد، عورت اور بچے کو ان چیزوں سے دور رہنے کو یقینی بنانا ہے۔“

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع ۲۰۱۶ء بمقام کنگزلے سے اختتامی خطاب کا خلاصہ، ماخوذ الفضل انٹرنیشنل)

شراب اور جوا بہت بڑا گناہ ہے

آخری زمانے کے اندرونی و بیرونی فتنے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے کے واسطے خبر دی تھی کہ اس وقت دو رنگ کے فتنے ہوں گے۔ ایک اندرونی دوسرا بیرونی۔ اندرونی فتنہ یہ ہو گا کہ سچی ہدایت پر قائم نہ رہیں گے اور شیطانی عمل دخل کے نیچے آجائیں گے۔ قمار بازی، زنا کاری ، شراب خوری اور ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہو کر حدود اللہ سے نکل جائیں گے اور خدا تعالیٰ کی نواہی کی پروانہ کریں گے۔ صوم و صلوٰۃ کو ترک کر دیں گے اور امر الٰہی کی بے حرمتی کی جائے گی اور قرآنی احکام کے ساتھ ہنسی ٹھٹھا کیا جائے گا۔ بیرونی فتنہ یہ ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر افترا کئے جائیں گے اور ہر قسم کے دل آزار حملوں سے اسلام کی توہین اور تخریب کی کوشش کی جاوے گی۔ مسیح کی خدائی کو منوانے کے لئے اور اس کی صلیبی لعنت پر ایمان لانے کے واسطے ہر قسم کے حیلے اور تدابیر عمل میں لائی جاویں گی۔“

(ملفوظات جلد ۱، صفحہ ۴۰۱)

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِؕ
قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ٘
وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا

ترجمہ: وہ تجھ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں۔ تو کہدے (کہ) ان (کاموں) میں بڑا گناہ (اور نقصان) ہے اور لوگوں کے لئے ان میں (کئی ایک) منفعتیں (بھی) ہیں اور ان کا گناہ (اور نقصان) ان کے نفع سے بہت بڑا ہے...

(سورۃ البقرۃ، آیت ۲۲۰)

صحیح غلط

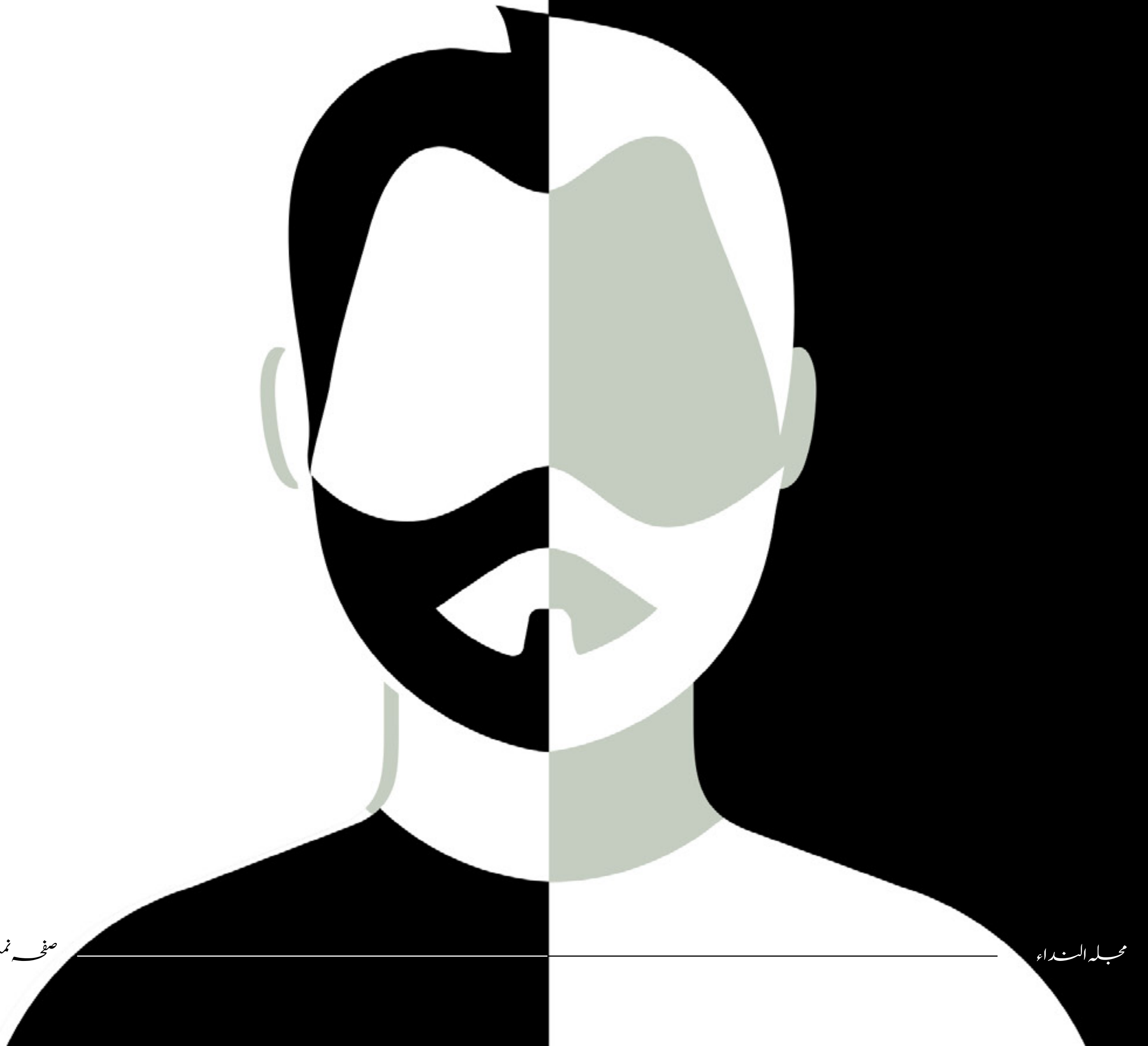

نقصان و نفع کا فائدہ

از حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

فائدہ

نقصان

اگر کسی کام میں فائدہ زیادہ ہو اور نقصان کم تو اسے اختیار کر لیا کرو۔

اور اگر نقصان زیادہ ہو اور فائدہ کم تو اسے کبھی اختیار نہ کرو۔

فائدہ

نقصان

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۲۰ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

(اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے کہ لوگ تجھ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ جائز ہیں یا نا جائز؟ تو ان سے کہہ دے کہ شراب اور جوئے میں کچھ خرابیاں ہیں اور کچھ فوائد لیکن خرابیاں فوائد کی نسبت زیادہ ہیں۔ یہ کیا ہی لطیف جواب اللہ تعالیٰ نے دیا ہے! ان کے سوال پر انہیں فوری طور پر منع نہیں کیا کہ تم شراب نہ پیو اور جوا نہ کھیلو۔ بلکہ فرمایا کہ ان میں فوائد تھوڑے ہیں اور نقصانات زیادہ۔ اب تم خود سوچ لو کہ تمہیں کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟ اس جواب میں اصولی طور پر خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے یہ قاعدہ بیان فرما دیا ہے کہ **اگر کسی کام میں فائدہ زیادہ ہو اور نقصان کم تو اسے اختیار کر لیا کرو۔ اور اگر نقصان زیادہ ہو اور فائدہ کم تو اسے کبھی اختیار نہ کرو۔** بالخصوص ایسا کام تو کبھی اختیار نہ کرو جس میں اثم کبیر ہو۔ اثم کے معنے گناہ کے بھی ہیں اور اثم کے معنے نیکیوں سے محرومی کے بھی ہیں۔ گویا انسان کو کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس کے نتیجہ میں اسے گناہ ہو۔ یا جس کے نتیجہ میں وہ نیکیوں سے محروم ہو جائے۔ خواہ اس میں بظاہر کچھ فوائد بھی دکھائی دیتے ہوں۔

(تفسیر کبیر، جلد ۳، صفحہ ۳۰۶-۳۰۷)

دولت کمانے کے محرکات

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ وَفِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔

یادرکھو! دنیا کی زندگی میں جو لوگ روپیہ کمانے کی کوشش کرتے ہیں اُن کی اس کوشش اور جدوجہد کے کچھ محرکات ہوتے ہیں جن کی بناء پر وہ ایسی کوشش کرتے ہیں۔

(۱) پہلی وجہ تو لَعِبٌ ہے۔اُن کے دلوں میں کھیل کود کی خواہش ہوتی ہے اور یہ کھیل کود کی خواہش اُن کے لئے روپیہ کمانے کا محرک بن جاتی ہے۔ لعب میں جوئے بازی، سٹہ بازی اور گھوڑ دوڑ وغیرہ سب شامل ہیں۔ انسان چاہتا ہے کہ میرے پاس روپیہ ہو اور میں جوا کھیلوں، روپیہ ہو اور میں سٹہ بازی کروں، روپیہ ہو اور میں گھوڑ دوڑ میں حصہ لیا کروں۔ یہ کھیل کود کی خواہش اُس کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ کسی طرح روپیہ جمع کر کے اپنی اس خواہش کو پورا کرے۔

(۲) دوسری وجہ لَهْوٌ کی بتاتا ہے۔لوگ اگر روپیہ کماتے ہیں تو اس کی ایک وجہ لھو بھی ہوتی ہے۔یعنی وہ چاہتے ہیں کہ اُن کے پاس اتنی دولت ہو کہ انہیں کوئی کام نہ کرنا پڑے سارا دن سست اور بیکار بیٹھے رہیں یا تاش، گنجفہ کلم در شراب وغیرہ میں اپنا وقت گزار دیں۔ یہ چیز بھی ایسی ہے جو لوگوں کے لئے مال جمع کرنے کا محرک بن جاتی ہے۔

(۳) تیسری وجہ جلب زر کی خواہش کی زِيْنَةٌ بتائی گئی ہے۔یعنی انسان چاہتا ہے میرے کپڑے عمدہ ہوں، لباس عمدہ ہو، سواریاں عمدہ ہوں اور عمدہ عمدہ کھانے مجھے حاصل ہوں۔

(۴) چوتھا محرک روپیہ کمانے کا تَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ بتایا گیا ہے۔یعنی بعض لوگ اس بات کے لئے بھی روپیہ جمع کرتے ہیں کہ لوگوں میں اُن کی عزت بڑھے، وہ بڑے مالدار مشہور ہوں اور لوگوں سے کہہ سکیں کہ تم جانتے نہیں ہم کتنے امیر ہیں۔ میں نے دیکھا ہے یہ مرض اتنا بڑھا ہوا ہے کہ ہمارے ملک میں تو بعض لوگ غلامی کے اقرار میں بھی اپنی بڑائی سمجھتے ہیں۔ وہ باتیں کرتے ہوئے کہتے ہیں آپ نہیں جانتے میں کون ہوں۔ میں انگریزی حکومت کا اتنا ٹیکس ادا کرنے والا ہوں۔ گویا بجائے اُن کے دل میں یہ احساس پیدا ہونے کے کہ میں دوسری قوم کا ماتحت ہوں اور اُس کو ٹیکس ادا کرتا ہوں وہ اُسے فخریہ طور پر پیش کرتے ہیں کہ میں اتنا ٹیکس گورنمنٹ کو ادا کرتا ہوں بلکہ میں نے تو اس سے بھی زیادہ دیکھا ہے کہ بعض ہندوستانی اس پر بھی فخر کرتے ہیں کہ ”میں بڑے صاحب کا اردلی ہوں“۔ پس فرماتا ہے روپیہ کمانے کا ایک محرک یہ بھی ہوتا ہے کہ لوگ چاہتے ہیں ہم دوسروں پر فخر کر سکیں، اُن پر رُعب ڈال سکیں اور اُنہیں کہہ سکیں کہ ہم اتنے مالدار ہیں۔ تمہارا فرض ہے کہ ہماری باتیں مانو۔

(۵) پانچواں محرک مال زیادہ کمانے کا تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ ہوتا ہے۔یعنی محض روپیہ جمع کرنے کی خواہش بھی بعض لوگوں کو زیادہ سے زیادہ روپیہ سمیٹنے پر آمادہ کر دیتی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اُن کے پاس دوسروں سے زیادہ روپیہ جمع ہو جائے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ہمسایہ کے پاس اگر دس لاکھ روپیہ ہے تو ہمارے پاس ایک کروڑ روپیہ ہو۔ یا اُس کے پاس اگر ایک کروڑ روپیہ ہو تو ہمارے خزانہ میں دو کروڑ روپیہ ہو۔ جہاں تک میں نے غور کیا ہے یہی امور دولت کمانے کے محرک ہوتے ہیں جو قرآن کریم نے بیان کئے ہیں۔

اسلام میں ناجائز اغراض کیلئے دولت کمانے کی ممانعت

ان محرکات کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ہم ان تمام امور کو اُس بادل کی طرح قرار دیتے ہیں جو آسمان پر چھا جاتا ہے اور زمیندار سمجھتا ہے کہ اب اس بادل کے برسنے سے میری کھیتی ہری بھری ہو جائے گی۔ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا مگر جب وہ بادل برستا ہے تو ایسے رنگ میں برستا ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ کھیتی ہری بھری ہو، بجائے اِس کے کہ غلہ زیادہ پیدا ہو، بجائے اس کے کہ زمیندار کو نفع ہو وہ کھیتی سُوکھ جاتی ہے اُس کا دانہ سڑ جاتا ہے اور آخر ردی ہو کر وہ کوڑا کرکٹ بن جاتی ہے۔ مثلاً زیادہ بارش ہو جاتی ہے اور کھیتی برباد ہو جاتی ہے یا ضرورت سے کم بارش برستی ہے اور اس صورت میں بھی کھیتی کو نقصان پہنچتا

ہے۔وَفِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ۙ وَّمَغۡفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضۡوَانٌ اور علاوہ اس کے کہ اِن امور کا نتیجہ اس دنیا میں خراب نکلتا ہے مرنے کے بعد بھی ایسے لوگوں کو عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے لیکن جو لوگ اِن محرکات کو دباتے ہیں اور ان کا شکار نہیں ہوتے اُن کو اللہ تعالیٰ اپنی بخشش سے ڈھانپ لیتا ہے اور اپنی رضاء اور خوشنودی سے مسرور کرتا ہے۔ پھر فرماتا ہے۔وَمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ اور اس دنیا کی زندگی تو بالکل دھوکے کی زندگی ہے۔ جب ہمارے پاس مغفرت اور رضوان بھی ہے اور ہمارے پاس عذاب بھی ہے تو اے انسان! تو دنیا کی لغو خواہشات کی وجہ سے ہماری مغفرت اور ہماری رضوان کو کیوں نظر انداز کر رہا ہے اور کیوں اعلیٰ درجہ کی چیزوں کو چھوڑ کر ذلیل اور ادنی چیزوں کی طرف دوڑ رہا ہے۔ اس آیت میں قرآن کریم نے اُن محرکات و موجبات کو ذلیل اور حقیر اور مضر بتایا ہے جو دنیا کمانے کی طرف انسان کو متوجہ کرتے ہیں اور فرماتا ہے کہ یہ سب امور جو ناجائز دنیا کمانے کا موجب ہوتے ہیں نتیجہ کے لحاظ سے ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے کہ عمدہ کھیتی سُوکھ کر راکھ ہو جائے۔ یعنی جس طرح وہ کام نہیں آتی اسی طرح ایسی دولت بھی انسان کو کوئی حقیقی نفع نہیں بخشتی اس لئے تم ان اغراض کے ماتحت دولت مت کماؤ کہ یہ خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکانے کا موجب ہیں۔ جب اُس کے پاس فضل بھی ہے تو تم کیوں فضل کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے اور کیوں ان حقیر اور ذلیل خواہشات کے پیچھے چلتے ہو۔

(اسلام کا اقتصادی نظام، انوار العلوم جلد ۱۸، صفحہ ۳۶ تا ۳۹)

”جوُا کھیل کر اور آسان طور پر پیسے کمانے کی بجائے آپ کو جائز طریق پر **ایمانداری** کے ساتھ کمائی کرنی چاہیئے۔ یاد رکھیں کہ ایک سچا اور **حقیقی خادم** وہ ہے جو **ایمانداری** اور **پُروقار** انداز میں ہر وقت **محنت** سے کام کرتا ہے۔“

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع ۲۰۱۶ء بمقام کنگزلے سے اختتامی خطاب کا خلاصہ، ماخوذ الفضل انٹرنیشنل)

زندہ وہی ہے

زندہ وُہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں
مقبول بن کے اُس کے عزیز و حبیب ہیں

وہ دُور ہیں خدا سے جو تقویٰ سے دُور ہیں
ہر دم اَسیر نخوت و کِبر و غرور ہیں

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کِبرو غرور و بُخل کی عادت کو چھوڑ دو

اِس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اُس یار کے لئے رہِ عِشرت کو چھوڑ دو

تلخی کی زندگی کو کرو صِدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکہء عرش کا نزول

تقویٰ کی جڑ خدا کیلئے خاکساری ہے
عفّت جو شرطِ دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے

جو لوگ بدگمانی کو شیوہ بناتے ہیں
تقویٰ کی راہ سے وہ بہت دُور جاتے ہیں

(دُرِّ ثمین اُردو)

حضور انور نے فرمایا کہ جہاں تک جوئے کا تعلق ہے، یہ بھی ایک شخص کی اس دولت کو لٹانے کا ذریعہ ہے جو اس نے چاہے حلال ذرائع سے کمائی ہو۔ فرمایا کہ یہ باتیں تقویٰ کی طرف لے جانے میں مانع ہیں۔ احمدی مرد اور عورت کو چاہیئے کہ ان چیزوں سے دور رہے اور ایمانداری کے ساتھ اپنی ملازمت کرے اور پیسے کمائے۔ اور ہر اس بات سے اپنے آپ کو بچائے جس کی قرآن کریم نے ممانعت فرمائی ہے اور ہر اس اچھی بات کو حاصل کریں جسے ہمیں قرآن کریم نے سکھایا ہے۔

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع ۲۰۱٦ء بمقام کنگزلے سے اختتامی خطاب کا خلاصہ، ماخوذ الفضل انٹرنیشنل)

صحیح مسلم

تعارف

صحیح مسلم

المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول الله صلی الله علیه وسلم

ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القُشَیری النَّیشاپوری

تعارف تحریر از عطاء الکریم گوہر

صحیح مسلم احادیث کی چھ سب سے صحیح ترین سمجھی جانے والی کتابوں یعنی صحاحِ ستہ میں شامل ہے، اور صحیح بخاری کے بعد سب سے زیادہ مستند کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اسے امام مسلم نے مرتب کیا، اور یہ اپنی سخت تحقیقی معیار، منظم ترتیب اور حدیثوں کی صحت کی بنیاد پر اسلامی دنیا میں بلند مقام رکھتی ہے۔

اس کتاب کا مکمل نام ہے: المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول الله ﷺ

حضرت امام مسلمؒ کا پورا نام ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القُشَیری النَّیشاپوری تھا۔

آپ کی کنیت ابوالحسین تھی، اور آپ قبیلہ قُشَیر سے تعلق رکھتے تھے، جو بنو تمیم کی ایک معروف شاخ ہے۔ یہ قبیلہ عرب کے معزز قبائل میں شمار ہوتا ہے۔ آپ کا وطن نیشاپور (خراسان، موجودہ ایران) تھا، جو اُس وقت علم و فضل کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔

تاریخِ ولادت کے حوالے سے مؤرخین میں اختلاف ہے۔ زیادہ تر روایات کے مطابق آپ کی پیدائش ۲۰۴ ہجری میں ہوئی، جب کہ بعض مؤرخین نے ۲۰۶ ہجری کو بھی آپ کی تاریخِ ولادت قرار دیا ہے۔ آپ نے تقریباً ۵۵ برس عمر پائی اور ۲۴ رجب ۲۶۱ ہجری کو نیشاپور، ایران ہی میں وفات پائی، جہاں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

امام مسلم نے بچپن ہی سے علم حدیث کی طرف رغبت ظاہر کی۔ انہوں نے طلبِ حدیث کے لیے مختلف علاقوں کا سفر کیا جیسا کہ حجاز (مکہ و مدینہ)، عراق (کوفہ، بصرہ، بغداد)، شام، مصر۔

امام مسلم نے اپنے دور کے کئی عظیم محدثین سے براہِ راست استفادہ کیا، جن میں امام بخاریؒ، امام اسحاق بن راہویہؒ، امام یحیٰ بن یحیٰ التمیمیؒ، اور قطیبہ بن سعیدؒ جیسے جلیل القدر علماء شامل ہیں۔ ان تمام اساتذہ سے علمی استفادہ نے امام مسلم کو ایک منفرد اندازِ تحقیق، روایت کی چھان بین، اور تدوینِ حدیث کا ایسا معیار عطا کیا جو اُن کی کتاب "صحیح مسلم" میں جابجا نظر آتا ہے۔ آپ نے نہ صرف امام بخاریؒ سے احادیث کی سماعت کی بلکہ ان کے طرزِ تحقیق اور اصولِ جرح و تعدیل کو بھی اپنی تصنیف میں اپنایا۔

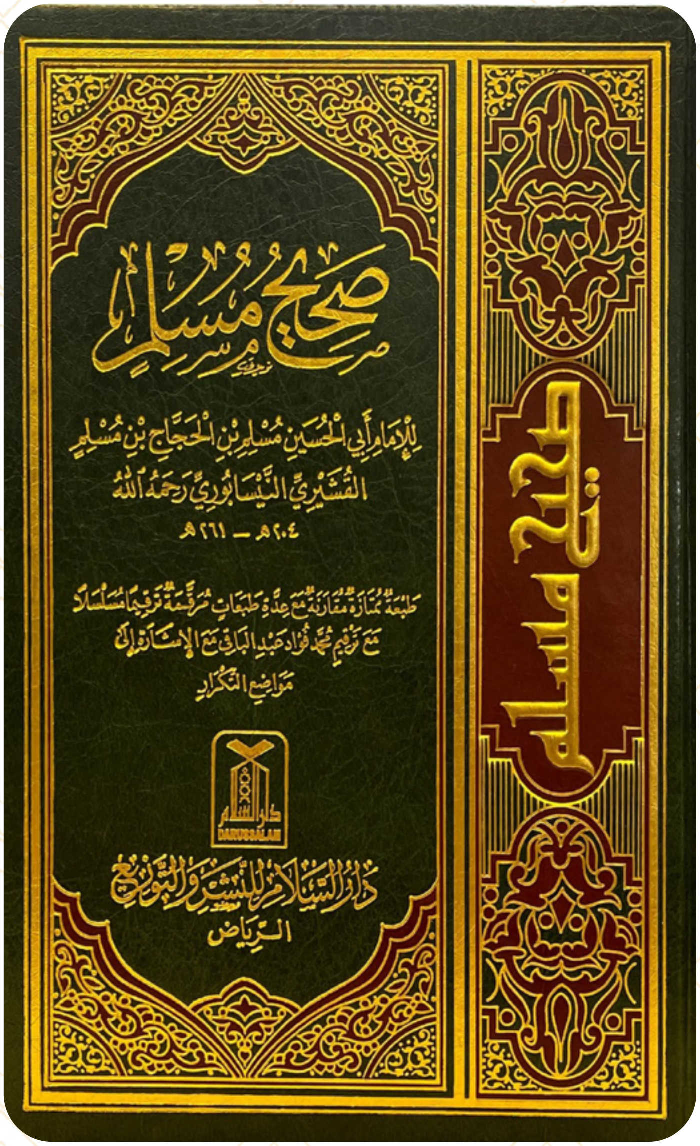

تصنیف کا مقصد

امام مسلم کا مقصد صرف ان احادیث کو جمع کرنا تھا جو صحیح اور قابلِ اعتماد ہوں۔ ان کی تحقیق کا معیار نہایت سخت اور منظم تھا۔

امام مسلم کے قبولِ حدیث کے بنیادی اصول

صحیح مسلم کی خصوصیات میں سے ایک اہم پہلو اصولِ جرح وتعدیل (یعنی راویوں کی جانچ پڑتال کے اصول) کی سختی سے پیروی ہے۔ جرح کا مطلب ہے کسی راوی کی خامیوں، جیسے کمزور یادداشت، جھوٹ یا بدعت، کی نشاندہی کرنا تاکہ اس کی روایت مسترد کی جاسکے۔ جبکہ تعدیل کا مطلب ہے راوی کی سچائی، دیانت، اور علمی قابلیت کو ثابت کرنا تاکہ اس کی روایت کو قبول کیا جاسکے۔

امام مسلم نے صحیح مسلم کی ابتدا ایک نہایت گہرے اور علمی مقدمہ (prologue یا introduction) سے کی ہے جو صرف ایک تمہید نہیں، بلکہ فنِ حدیث اور اصولِ روایت پر ایک علمی مقالہ ہے۔ اس مقدمہ میں امام مسلمؒ نے احادیث کی جانچ پڑتال، راویوں کی ثقاہت، اور حدیث کے درجات کی پہچان کے متعلق اپنے اصول و معیار کو واضح کیا ہے۔

۱. سند کی اہمیت

امام مسلمؒ لکھتے ہیں کہ:

"عبدالله بن المبارك يقول: اَلإِسْنَادُ مِنَ الدِّيْنِ، وَلَوْلَا الإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَاشَاءَ" (مقدمة صحيح الإمام مسلم، صفحہ۱۵)

یعنی سند دین کا حصہ ہے، اگر سند نہ ہوتی تو ہر شخص اپنی مرضی سے باتیں گھڑ لیتا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم ہر بات کو بغیر جانچے ماننے لگیں تو دین میں غلط باتیں شامل ہو سکتی ہیں۔ اسی لیے حدیث میں راویوں کی سند بہت اہم ہے۔

۲. راویوں کی سچائی اور یادداشت

امام مسلمؒ نے کہا کہ صرف وہی حدیث قبول کی جائے گی جسے ایسے لوگ بیان کریں جو:

- سچے ہوں (دیانت دار)
- مضبوط یادداشت رکھتے ہوں

وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بھی جانچنا چاہیے کہ ہم حدیث کس سے لے رہے ہیں۔

۳. کمزور احادیث سے پرہیز

امام مسلمؒ نے ایسی احادیث جو ضعیف (کمزور) یا منکر (غیر معروف) ہوں، اپنی کتاب میں شامل نہیں کیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ماہر علما آسانی سے پہچان لیتے ہیں کہ کون سی حدیث صحیح ہے اور کون سی نہیں۔

۴. متصل اور مضبوط اسناد

امام مسلمؒ کہتے ہیں:

"ہم نے صرف وہی حدیثیں اپنی کتاب میں شامل کی ہیں جن کی سند مکمل ہو اور جن کے راوی قابل اعتماد ہوں۔"

یہ ان کی کتاب کے معیار کی ایک بڑی خوبی ہے۔

۵. ایک ہی حدیث مختلف راویوں سے

اگرچہ امام مسلمؒ نے اس بات کو مقدمے میں واضح نہیں کیا، لیکن اُن کی کتاب سے پتا چلتا ہے کہ وہ اکثر ایک ہی حدیث کو کئی مختلف راویوں سے بیان کرتے ہیں۔ اس سے حدیث کی سچائی اور مضبوطی مزید واضح ہو جاتی ہے۔

یہ جو آخری اصول ہے، یہی ہے جو صحیح مسلم اور صحیح بخاری کے اندازِ تصنیف میں فرق ہے۔

صحیح مسلم کی ترتیب

صحیح مسلم میں تقریباً 7500 احادیث مع تکرار شامل ہیں، اور بغیر تکرار کے یہ تعداد تقریباً 3033 ہے۔

ایک معروف حدیث جو صحیح البخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہے، مگر دونوں نے اسے مختلف انداز سے نقل کیا ہے۔ اس سے امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کی منہج (methodology) کا فرق واضح ہوتا ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حدیث درج کرنے کا انداز

شفاعت کے بارے میں وہ حدیث، جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہے، اس کے ذریعے دونوں کتابوں میں حدیث درج کرنے کے انداز کا فرق واضح ہوتا ہے۔:-

حدیث: قیامت کے دن لوگ حضرت آدمؑ، پھر دیگر انبیاءؑ کے پاس جائیں گے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں۔ آخر کار وہ حضرت محمد ﷺ کے پاس آئیں گے، اور نبی کریم ﷺ اللہ کے حضور سجدہ کریں گے، پھر ان کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث ۱۹۳)

۱. صحیح البخاری میں اندازِ درج:

امام بخاریؒ نے یہ حدیث متعدد ابواب میں درج کی ہے، جیسے:

- کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: (وَعَرْشُهُ كَانَ عَلَى الْمَاءِ)
- كتاب الرقاق، باب الشفاعة

انہوں نے اس حدیث کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے الگ الگ ابواب میں اس کا ذکر کیا تاکہ اس سے فقہی و عقائدی فوائد اخذ کیے جا سکیں۔ کہیں نبی ﷺ کے سجدہ کرنے پر زور ہے، کہیں سفارش کے درجات پر، اور کہیں قیامت کے مناظر پر۔

۲. صحیح مسلم میں اندازِ درج:

امام مسلمؒ نے یہی حدیث ایک ہی مقام پر مکمل سند اور تفصیل کے ساتھ درج کی:

- كتاب الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية

انہوں نے روایت کو یکجا بیان کیا، ساتھ ہی اس کے تمام chains of narrations اور الفاظ کے اختلافات کو بھی تسلسل کے ساتھ ذکر کیا، تاکہ قاری کو روایت کی تمام جہات اور راویوں کا اختلاف معلوم ہو جائے۔

امام بخاریؒ حدیث کو بطور دلیل مختلف مقامات پر استعمال کرتے ہیں، چاہے وہ حدیث کا ایک ہی حصہ کیوں نہ ہو۔ ہر باب میں وہ صرف وہی حصہ لاتے ہیں جو اس باب سے تعلق رکھتا ہے۔ امام مسلمؒ حدیث کو کلی طور پر ایک جگہ جمع کرتے ہیں، اور اختلاف الفاظ، سند اور راویوں کی تفصیل کو ایک ساتھ رکھتے ہیں، جو اصولِ حدیث کے اعتبار سے بہت قیمتی ہے۔

یہ مثال واضح کرتی ہے کہ صحیح البخاری کا اسلوب زیادہ فقہی اور تربیتی پہلو رکھتا ہے، جبکہ صحیح مسلم کا اسلوب زیادہ جامع اور اصولی ہے۔ یہی فرق دونوں کتب کی علمی قدر و قیمت کا حصہ ہے، اور ہر ایک کی اپنی اہمیت ہے۔

صحیح مسلم کا مقام

آخر پر اس اہم تصنیف کا مقام و مرتبہ واضح کیا جاتا ہے۔

تمام اہلِ سنت علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم قرآن کے بعد سب سے زیادہ مستند کتابیں ہیں، اور ان دونوں کو مجموعی طور پر "الصحیحین" کہا جاتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ اپنی صحیح مسلم کی شرح کے تعارف میں فرماتے ہیں کہ: "علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ قرآنِ کریم کے بعد سب سے زیادہ صحیح اور معتبر کتابیں صحیح البخاری اور صحیح مسلم ہیں، اور انہیں 'الصحیحان' کہا جاتا ہے۔" (شرح صحیح مسلم، مقدمہ)

لہٰذا صحیح مسلم حضرت امام مسلم کی ایک بے مثال علمی خدمت ہے، جس نے حدیث کے معیار، تدوین، اور صحت پر ایک بلند مثال قائم کی۔ آج بھی نہ صرف علمائے اسلام بلکہ عام انسان بھی اس سے علم حاصل کرتے ہیں، اور یہ کتاب صدیوں سے اسلامی علوم کا ستون بنی ہوئی ہے۔

صحیح مسلم
کا اردو ترجمہ پندرہ جلدوں پر مشتمل
alislam.org
پر موجود ہے۔

کیا کھیلوں پر شرط لگانا جائز ہے؟ ایک تنقیدی جائزہ

تحریر از عطاء الکریم گوہر

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّمَا الۡخَمۡرُ وَالۡمَیۡسِرُ وَالۡاَنۡصَابُ وَالۡاَزۡلَامُ رِجۡسٌ مِّنۡ عَمَلِ الشَّیۡطٰنِ فَاجۡتَنِبُوۡهُ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (سورۃ المائدۃ، آیت ۹۱)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً مدہوش کرنے والی چیز اور جوّا اور بت (پرستی) اور تیروں سے قسمت آزمائی یہ سب ناپاک شیطانی عمل ہیں۔ پس ان سے پوری طرح بچو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

قرآنِ کریم کی اس آیت میں ”میسر“ یعنی جوّا کی ممانعت کے ساتھ ہی ”الازلام“ کی بھی ممانعت کی گئی ہے جو کے غورِ طلب بات ہے کہ آخر اس میں حکمت کیا ہے۔ ازلام سے مراد قبل از اسلام عربوں کا وہ طریق جس میں وہ تیروں کے ذریعے اپنی تقدیر کو جانچنے کی کوشش کرتے تھے۔ ان تیروں میں سے بعض پر ’حکم‘ اور بعض پر ’ممنوع‘ لکھا ہوتا تھا، اور بعض تیر خالی ہوتے تھے۔ یہ سب تیر ایک برتن میں رکھے جاتے تھے، اور جب کسی شخص کو کوئی عمل کرنے یا سفر پر جانے کی خواہش ہوتی، تو وہ ان میں سے ایک تیر نکالتا اور پھر اس تیر پر لکھے گئے ’حکم‘ یا ’ممنوع‘ کے مطابق عمل کرتا۔ اگر خالی تیر نکلا، تو یہ عمل دوبارہ کیا جاتا تھا جب تک کہ ’حکم‘ یا ’ممنوع‘ والا تیر نہ نکل آتا۔

(لین، ایڈورڈ ولیم۔ عربی-انگریزی لغت, جذر: ز-ل-م /Lane's Lexicon)

اس عمل میں chance کا عنصر شامل تھا، کیونکہ نتیجہ محض اتفاق پر منحصر تھا۔ اس لیے قرآن مجید نے اسے بھی میسر کے ساتھ ممنوع قرار دیا۔

اسی طرح عربی لفظ ”میسر“ بھی ایک جامع اور ہمہ گیر اصطلاح ہے جو ہر اُس مالی معاملے پر لاگو ہوتی ہے جس میں:

- نفع یا نقصان کا دار و مدار محض اتفاقی نتائج یا چانس پر ہو؛
- فریقین میں معاوضے کی مساوات نہ ہو؛
- اور کسی فریق کو بغیر کسی محنت یا خدمت کے دوسروں کے مال پر قبضہ حاصل ہو۔

اس کی لسانی و فقہی تعریف یہ ہے کہ ”میسر“ کا مادہ ی-س-ر ہے، جس کا مطلب ہوتا ہے آسانی سے حاصل ہونے والی چیز، یعنی ایسی کمائی جس میں محنت نہ ہو۔ ابن منظور لکھتے ہیں:

والمَيْسِرُ: القَمَرُ... وَسُمِّيَ بِذَلِكَ لأَنَّهُمْ كَانُوا يَتَيَسَّرُونَ بِهِ، أَيْ يَغْنَمُونَ. وَقَالَ الأَزْهَرِيّ: المَيْسِرُ فِي كَلامِ العَرَبِ القِمَارُ، وَكُلُّ لَعِبٍ يُخَاطِرُ بِهِ صَاحِبُهُ بِمَالٍ فَهُوَ مِنَ المَيْسِرِ.

(ابن منظور، لسان العرب–مادۃ(ي س ر))

ترجمہ: میسر: قمار (جُوا) کو کہا جاتا ہے۔ اس کو میسر اس لیے کہا گیا کہ لوگ اس کے ذریعے مال حاصل کرتے تھے، یعنی جیتتے تھے۔ امام ازہری فرماتے ہیں کہ عربی زبان میں ’میسر‘ قمار ہی کو کہتے ہیں، اور ہر وہ کھیل جس میں کوئی شخص مال کے بدلے خطرہ مول لیتا ہے (یعنی داؤ پر لگاتا ہے)، وہ بھی میسر کے دائرے میں آتا ہے۔

قمار کی ممانعت کا دائرہ صرف اس کے ارتکاب تک محدود نہیں بلکہ شریعت نے اس کی طرف دعوت دینے یا اس کی ابتدا کرنے کو بھی قابلِ گرفت ٹھہرایا ہے۔ اس کی ایک نمایاں مثال درج ذیل حدیث میں ملتی ہے:

عن أبي هريرة، أن رسول الله ﷺ قال: ”وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ . فَلْيَتَصَدَّقْ“.

(صحیح مسلم، کتاب الأیمان)

ترجمہ: اور جو شخص اپنے ساتھی سے کہے: آؤ میں تمہارے ساتھ جوّا کھیلوں، تو اسے چاہیے کہ وہ صدقہ دے (کفارہ کے طور پر)۔

یہ حدیث اس امر کی واضح نشاندہی کرتی ہے کہ شریعت نے قمار جیسے گناہ کی طرف صرف بلانے پر بھی کفارہ واجب قرار دیا ہے، خواہ وہ عمل وقوع پذیر بھی نہ ہوا ہو۔

اس اصول کی روشنی میں اگر کوئی شخص سپورٹس بیٹنگ میں شرکت کی دعوت دیتا ہے، یا اس کے فروغ میں معاون بنتا ہے، تو وہ بھی اسی دائرۂ ممانعت میں داخل ہو گا جسے اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

لہذا کھیلوں پر شرط لگانا—جیسے فٹبال، کرکٹ، یا گھڑ دوڑ—میسر کے زمرے میں واضح طور پر آتا ہے، کیونکہ:

- **شرط لگانے والا کھیل کا فریق نہیں ہوتا؛**
- **نتیجہ محض قیاس، امید یا قسمت پر مبنی ہوتا ہے؛**
- **اور رقم صرف اتفاقی جیت یا ہار پر منحصر ہوتی ہے۔**

اور جب یہ رقم ایسے اتفاقی طور پر ہی کمائی جاتی ہے تو اس میں زیادہ اندیشہ ہوتا ہے کہ فریقین کہ آپس میں لڑائی جھگڑا پیدا ہو جائے۔ لہذا اسپورٹس بیٹنگ جیسی کاروائیاں شیطانی چال ہی کی قسمیں ہیں جیسے کہ قران کریم میں بھی تنبیہ موجود ہے:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ الشَّیۡطٰنُ اَنۡ یُّوۡقِعَ بَیۡنَکُمُ الۡعَدَاوَۃَ وَالۡبَغۡضَآءَ فِی الۡخَمۡرِ وَالۡمَیۡسِرِ

(سورۃ المائدہ، ۵:۹۲)

ترجمہ: شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دے...

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جوّا صرف انفرادی گناہ نہیں بلکہ اجتماعی فساد اور مالی بے راہ روی کا سبب ہے۔ مگر جہاں اجتماعی نفع ہے، وہیں احادیثِ مبارکہ میں بعض مخصوص مقابلوں کو جوّا کے زمرے سے استثنا دیا گیا ہے، جن سے عوامی فائدہ، جسمانی مشق اور دینی و ذہنی تیاری وابستہ ہو۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

''لَا سَبَقَ إِلَّا فِي خُفٍّ، أَوْ نَصْلٍ، أَوْ حَافِرٍ''

(جامع الترمذي، كتاب الجهاد)

ترجمہ: کسی مقابلے میں انعام (مالی شرط) جائز نہیں سوائے اونٹ، تیر اندازی یا گھوڑوں کی دوڑ کے۔

اسلامی فقہ میں ''شَرْط'' کا مطلب ہے:

کسی عمل یا نتیجے کے وقوع پر مال یا انعام کو مشروط کرنا۔

اس حدیث میں ''شَرْط'' کا مطلب ایک جائز اور مشروع انعام ہے جو مخصوص نوعیت کے مقابلوں کے لیے مقرر کیا گیا ہو، جن کا مقصد جنگی تربیت اور جسمانی مہارت ہے۔ اس کے برعکس قمار یا میسر میں ''شَرْط'' کا مفہوم غیر یقینی نتیجے پر مالی شرط لگانا ہے، جس میں اکثر صورتوں میں ایک فریق کو نقصان اور دوسرے کو نفع ہوتا ہے۔

بعض لوگ اس حدیث سے گھڑ دوڑ کی مثال دے کر جواز نکالتے ہیں کہ شائد اس پر شرط لگانا جائز ہے، مگر وہ والی شرط جو انعام کے زمرے میں آتی ہے وہ شرکائے دوڑ کے درمیان ہی ہے۔ اس لیے بیرونی افراد یا تماشائیوں کا شرط لگانا، حتیٰ کہ گھڑ دوڑ پر بھی، حرام ہی شمار ہوتا ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں آیا ہے:

''نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ''

(جامع الترمذی، کتاب البیوع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے غرر پر مبنی سودا کرنے سے منع فرمایا۔

جو اس حدیث میں لفظ غرر آیا ہے، اس کے متعلق لسان العرب میں درج ہے:

''الغرر: هو الخطر، وأصله من التردد والتغطية، ويقال لِما لا يُدرى أله حقيقة أم لا.''

(ابن منظور، لسان العرب، مادۃ: غرر)

تفصیلی ترجمہ: غرر سے مراد خطرہ یا غیر یقینی کیفیت ہے۔ اس کے اصل معنی تردد (ہچکچاہٹ) اور تغطیہ (چیز کو چھپانا یا غیر واضح رکھنا) سے ماخوذ ہیں۔ یہ اس چیز پر بھی بولا جاتا ہے جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ آیا وہ حقیقت رکھتی ہے یا نہیں۔

سپورٹس بیٹنگ ان تمام علامات پر پورا اترتی ہے جو ''غرر'' کی تعریف میں آتی ہیں:

۱. نتیجہ غیر یقینی — کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ کھیل کا نتیجہ کیا ہوگا؛ یہ سراسر قیاس اور اتفاق پر مبنی ہوتا ہے۔
۲. شرط میں مال کا خطرہ — دونوں فریق اپنا مال شرط پر لگاتے ہیں، جو اس بات پر موقوف ہوتا ہے کہ کھیل کون جیتے گا؛ اگر ہار گئے تو مال ضائع۔
۳. کوئی حقیقی تبادلہ نہیں — نہ کوئی مال خریدا جا رہا ہے، نہ خدمت لی جا رہی ہے؛ صرف ایک بے بنیاد امید کے تحت پیسہ دیا جا رہا ہے۔
۴. مہارت یا محنت کی کوئی بنیاد نہیں — اکثر شرط لگانے والے خود کھیل کا حصہ نہیں ہوتے، بلکہ دوسرے کے عمل پر شرط لگاتے ہیں۔

یہ کس قدر حیرت انگیز امر ہے کہ قرآنِ حکیم نے جس گہرائی سے لفظ ''میسر'' کو منتخب فرمایا، وہ نہ صرف قمار کو بلکہ غرر جیسے پیچیدہ معاملات کو بھی اپنے دائرے میں سمیٹ لیتا ہے کیونکہ گو قمار تو میسر کا صریح اور مکمل جزء ہے لیکن غرر بھی میسر کے دائرۂ ممانعت میں آجاتا ہے جب اس میں دھوکہ دہی، حد سے بڑھا ہوا خطرہ، یا محض اتفاق پر مبنی مالی نقصان شامل ہو۔

لہاذا قرآن نے میسر کو سراسر گناہ قرار دیا، اور سنت نے صرف مخصوص، فائدہ مند اور عملی مہارت پر مبنی مقابلوں میں مالی انعام کو جائز قرار دیا۔ موجودہ دور کے کھیلوں پر شرط لگانا، بالخصوص اس میں غیر کھلاڑیوں کا پیسہ لگانا، ان دونوں اصولوں کے خلاف ہے، اور واضح طور پر ممنوع ہے۔

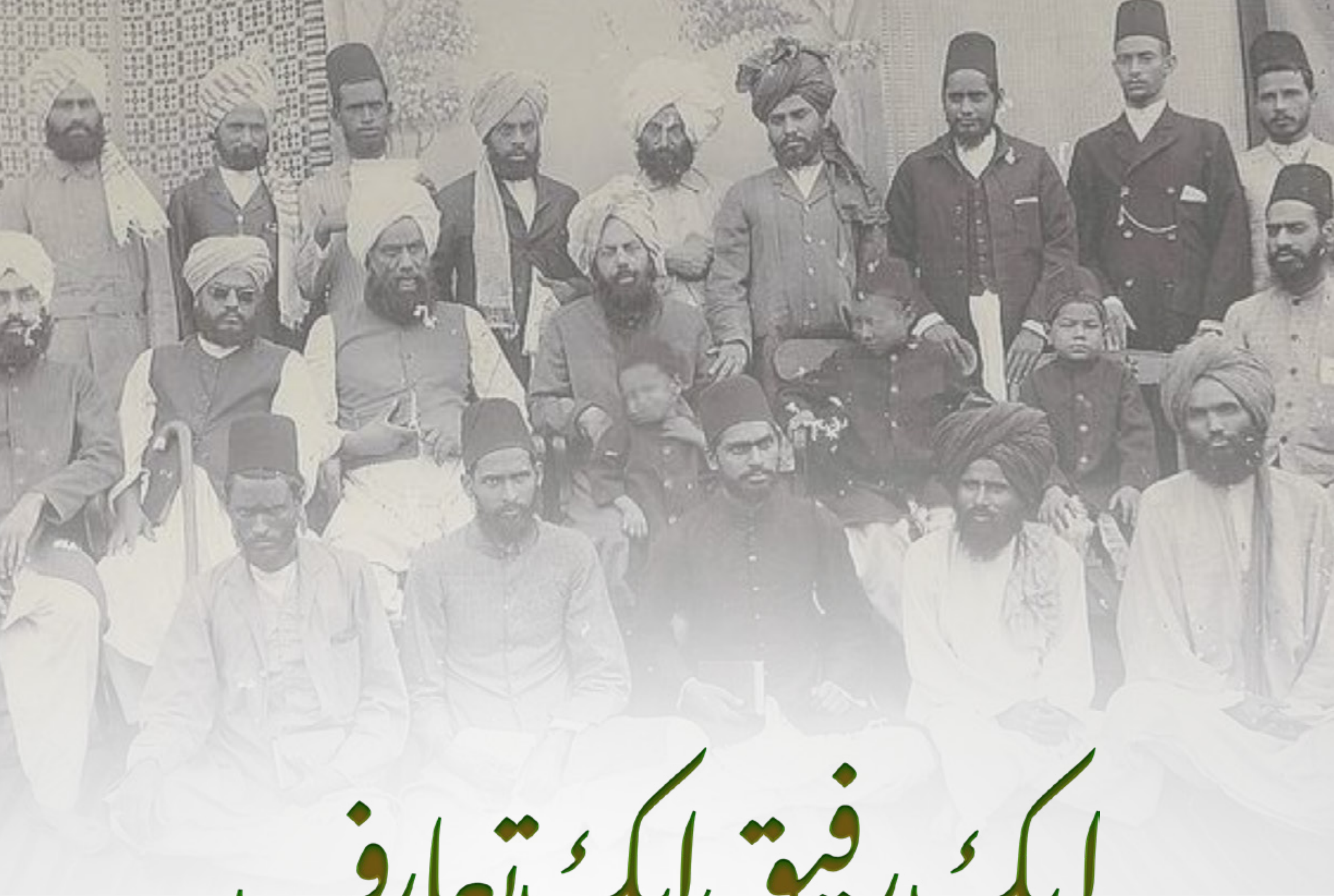

ایک رفیق ایک تعارف

حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانی صاحب رضی اللہ عنہ

(حصہ اول)

حضرت بھائی عبد الرحمٰن قادیانی صاحب رضی اللہ عنہ

تحریر از: عدیل احمد

ولادت باسعادت

آپ کی پیدائش یکم جنوری ۱۸۷۹ کو کنجروڑ تحصیل شکر گڑھ میں ایک ہندو گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام مہتہ گوراند تامل صاحب تھا آپ اپنے والدین کے سب سے بڑے بیٹے تھے بوقت پیدائش آپ کا نام ہریش چندر رکھا گیا۔(اصحاب احمد جلد ۹ صفحہ ۱)

عہد طفولیت

آپ ابھی ایک ماہ کے تھے آپ کی والدہ آپ کو لیکر آپ کے نھیال مٹھا چک ضلع گجرات آگئیں یہاں آپ ایک دن چارپائی سے گر گئے تو ایک مسلمان عورت مریم نے آپ کو اٹھالیا اور اپنے ساتھ لگا کر سلایا اس عورت کو آپ سے محبت ہوگئی اور اکثر آپ کو گود میں رکھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتیں آپ ان کے گھر سے اکثر کھا بھی لیتے تھے۔ ۵ سال کی عمر میں آپ کے نانا جان نے آپ کو جکالیاں منڈی بہاءالدین کے ایک مدرسہ میں داخل کروا دیا۔ اس کے بعد آپ اپنے والد صاحب جن کی تقرری چونیاں میں تھی ان کے پاس تھے یہاں آپ کی تعلیم کی نگرانی ایک پنڈت نے کی اس نے آپ کو ہندی کی تعلیم دیتا اس کے ساتھ ہی اس نے آپ کو کافی وید منتر وغیرہ بھی سکھائے جو آپ نے یاد کر لئے۔ آپ ہندوانہ رسوم کے سخت پابند تھے اور ان کو نیکی خیال کیا کرتے تھے۔ اسکول جاتے اور واپسی پر جو دیوی کا مندر تھا وہاں ماتھا ٹیکنا وغیرہ کرتے تھے۔ جب آپ پانچویں جماعت میں پہنچے تو آپ نے ایک کتاب رسوم ہند کے نام سے پڑھی اور آپ کی طبیعت پر اسکا ایسا اثر پڑھا کہ آپ کی کایا ہی پلٹ گئی یہی وہ دور تھا کہ آپ کی طبیعت اسلام کی طرف مائل ہونا شروع ہوگئی اس کتاب کے بعد آپ بت پرستی سے دور ہوتے گئے اور خدائے واحد کا آزاد بندہ بننے لگے آپ کے خیالات میں اس قدر تبدیلی ہونا شروع ہوگئی اور آپ کی دوستی ہندوؤں کے بجائے مسلمان لڑکوں سے ہونے لگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چرچا

۱۸۹۴ میں آپ جب اسکول میں تھے اور ان دنوں کسوف و خسوف کی علامات پوری ہو چکی تھیں تو آپ کے ہیڈ ماسٹر صاحب

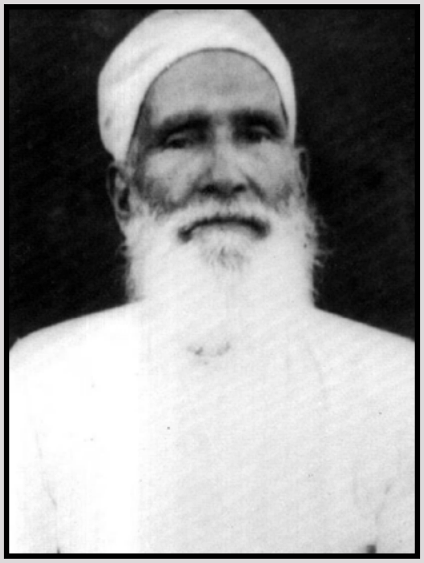

مولوی جمال الدین صاحب نے کہا کے مہدی آخر الزماں کی اب تلاش کرنی چاہیے وہ ضرور کسی غار میں پیدا ہو چکے ہیں کیونکہ ان کے ظہور کی سب سے بڑی علامت پوری ہو چکی ہے۔

احمدیت سے تعارف

سن ۱۸۹۵ء میں آپ اپنے ایک مسلمان دوست سید بشیر حیدر صاحب کے پاس قیام پذیر تھے اور کئی اوقات آپ مردانہ میں اکیلے رہتے۔ ایک دفعہ آپ شاہ صاحب کی کتب کو دیکھ رہے تھے کہ آپ نے ایک کتاب جس کا نام نشان آسمانی تھا اسے پڑھنا شروع کیا اور اسے ختم کر ڈالا اس کے بعد آپ کو ایک اور کتاب انوار الاسلام مل گئی اور آپ نے اسے بھی باقساط ختم کر ڈالا جس سے اسلام اور مسیح موعود کی صداقت آپ کے دل میں بیٹھ گئی اس کے بعد جلد ہی ۱۸۹۵ میں قادیان تشریف لے گئے اور جاتے ہی حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور مولوی صاحب آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں لے گئے جس پر حضور نے حضرت مولوی صاحب کو فرمایا "مولوی صاحب یہ لڑکا تو ابھی بچہ معلوم ہوتا ہے اور نابالغ نظر آتا ہے ایسا نہ ہندو کوئی فتنہ کھڑا کر دیں یہ لوگ ہمیشہ موقع کی تاک میں رہتے ہیں" جس پر آپ نے فرمایا کہ حضور میں تو مدت ہوئی ہے کہ دل سے مسلمان ہوں ، نماز مجھے آتی ہے اور پڑھتا ہوں حضور کی کتب نشان آسمانی اور انور السلام بھی پڑھی ہیں اور میں نابالغ نہیں بلکہ جوان ہوں اور اس کے بعد حضور نے آپ کو کلمہ پڑھوا کر دائرہ اسلام میں داخل کیا اور اس کے بعد حضور نے آپ کا نام عبدالرحمٰن رکھا کچھ عرصہ بعد آپ کے والد آپ کو لینے قادیان آئے انہوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں آپ کو دو ہفتہ کے لئے وطن واپس لے جانے کی درخواست کی لیکن حضور نے منع فرمادیا۔ اس کے بعد آپ کے والد سے حلف لیا کہ دو ہفتہ تک واپس آجائیں گے اس شرط پر اجازت دے دی۔ اس کے بعد آپ اپنے والد کے ساتھ اپنے وطن چلے گئے اور جانے سے پہلے حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے حضور سے فرمایا کہ حضور وہ علاقہ دور ہے اور ہندوؤں اور سکھوں سے بھرا ہوا ہے اس لئے بہتر ہو گا کہ بھائی عبدالرحیم صاحب کو ان کے ساتھ بھیج دیں جس پر حضور نے فرمایا کہ نہیں مولوی صاحب! ہمیں نام کے مسلمانوں کی ضرورت نہیں ہیں اگر اپنا ہوا تو واپس آجائے گا ورنہ کوڑا کرکٹ جمع کرنے سے کیا حاصل۔

واپس جا کر آپ کو انتہائی مشکل حالات میں گزارا کرنا پڑا اور کئی مصائب کا سامنا کرنا پڑا جس کے بعد ۹ مہینے بعد آپ گھر سے بھاگ کر سیالکوٹ اور وہاں سے قادیان چلے گئے اس کے بعد بھی ایک مرتبہ آپ کے والد صاحب نے آپ کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے اس کے بعد آپ نے قادیان میں ہی رہائش رکھ لی۔

(باقی آئندہ، انشاءاللہ۔۔۔)

(اصحاب احمد جلد ۹)

لاٹری سے کمایا ہوا روپیہ

مولوی رحمت علی صاحب نے عرض کیا۔ ایک شخص لاٹری کے ذریعہ سے لاکھ روپیہ حاصل کرتا ہے۔
اگر وہ اس میں سے ۲۵ ہزار روپیہ مجھے مدرسہ یا کسی اور نیک کام کے لئے دے تو میرے لئے اس نیک کام پر اس روپیہ کا خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: حضورؑ نے فرمایا۔ اگر آپ کی لاٹری جیتنے والے کے ساتھ کسی قسم کی شرکت نہیں تو جائز ہے۔

(الفضل ۱۵ نومبر ۱۹۲۹ء، صفحہ ۶)